سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۰۹

اسلامی مملکت کی قدر و قیمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلۂ مواعظ حسنہ نمبر ۱۰۹

اسلامی مملکت کی قدر و قیمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ درد محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
کے ارشاد کے مطابق حضرت والا دامت برکاتہم کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : اسلامی مملکت کی قدر و قیمت

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۲؍ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۴؍ اگست ۱۹۹۱ء بروز بدھ

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ اشاعت : ۲؍ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱؍ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ۶
مجاہدے کے ساتھ صحبتِ اہل اللہ ضروری ہے ۷
علمائے خشک کی ناقدری کی وجہ ۸
کباب پر ایک لطیفہ ۹
خوشبوئے نسبت و مجاہدہ ۹
کارِ نبوت تین ہیں: تلاوت، تعلیم، تزکیہ ۱۱
تعلیمِ کتاب سے دارالعلوم کے قیام کا ثبوت ۱۱
مکاتبِ قرآن پاک کے قیام کا ثبوت ۱۱
وَيُزَكِّيْهِمْ سے خانقاہوں کے قیام کا ثبوت ۱۲
صحبتِ اہل اللہ نعمتِ عظمیٰ ۱۴
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ۱۵
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی وجہ ۱۶
پاکستان اولیاء اللہ کی تمناؤں اور دعاؤں کا ثمرہ ہے ۱۹
کفار کے ساتھ مشترک حکومت مسلمانوں کی تباہی ہے ۱۹
قانونِ جمہوریت کے باطل ہونے پر دلائل ۲۰
سوادِ اعظم سے کیا مراد ہے؟ ۲۱
پاکستان کے لیے مسٹر جناح کا درد و غم ۲۲
قیامِ پاکستان کے لیے علما کی جد و جہد ۲۲

قیامِ پاکستان کے لیے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تڑپ اور خدمات ۲۳

حضرتِ اقدس کا خواب اور قیامِ پاکستان کی بشارت ۲۴

مومن ہر حال میں کافر سے افضل ہے ۲۴

آیت مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ سے امیدِ مغفرت و رحمت کی تعلیم ۲۵

ایک انوکھی عارفانہ دعا ۲۷

ایک اشکال کا حل ۲۷

یورپ کی تہذیب بد تہذیب ۲۸

پاکستان اسلامی مملکت ہے ۲۸

قیامِ پاکستان کے مخالفین کا اپنی رائے سے رجوع ۳۱

قیامِ پاکستان کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی قیامِ پاکستان کی تائید ۳۲

کافر کو تعظیماً سلام کرنا کفر ہے ۳۳

ایک بزرگ کی دینی غیرت کا واقعہ ۳۴

پاکستان کے آسمان و زمین میں حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو کلمہ کے نور کا مشاہدہ ۳۴

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا واقعہ ۳۶

اللہ کے راستے کی مشقت کی لذت ۳۷

پاکستان کا صحیح شکر کیا ہے؟ ۳۹

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

www.khanqah.org

اسلامی مملکت کی قدر و قیمت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ[1]

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ[2]

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

دوستو! ابھی آپ نے دیکھا، ایک بہت بڑی قد و قامت کے نو مسلم نے انگریزی میں جو تقریر کی تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب وہ انگریزی میں بیان کر رہے تھے تو ان کے انگریزی کے الفاظ میں ترجمہ کے بغیر بھی ایک نور اور اثر محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ جن کو اسلام وراثت میں ملا، ابا مسلمان، دادا مسلمان، یعنی مفت میں جن کو اسلام ملا ہے اور انہوں نے اسلام کے حاصل کرنے میں محنت نہیں کی، تو ان کے ایمان اور اسلام میں درد اور ایمان و یقین کی وہ مٹھاس نہیں آئے گی جو مٹھاس ان کو آئے گی، جن کو اسلام کفر کی حالت میں ملا، باپ کافر، ماں کافر، سارا خاندان کافر، ایسے لوگوں میں سے جن کو اسلام عطا ہوا اور پھر انہوں نے اس اسلام پر محنت کی، گھر سے بے گھر ہوئے اور وطن سے بے وطن ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ان کے یقین اور ان کے دردِ دل کی وجہ سے ان کی تقریر میں کیسا اثر ہے۔ دل کی آواز کچھ اور رنگ رکھتی ہے اور زبان کی آواز کچھ اور رنگ رکھتی ہے، جو آواز دل سے نکلتی ہے اللہ تعالیٰ

---

[1] التوبۃ:۱۱۹

[2] العنکبوت:۶۹

نے اس میں خاص اثر رکھا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اس نومسلم نے کس درد سے بیان کیا کہ ہمارے دلوں کو ہلا دیا۔ اس کا سبب مجاہدہ اور محنت ہے کہ جب کوئی نیا اسلام لاتا ہے تو سارے خاندان سے بغاوت کرتا ہے اور سارا خاندان اس کو ستاتا ہے، یہ بہت بڑا مجاہدہ ہے۔

مجاہدے کے ساتھ صحبتِ اہل اللہ ضروری ہے

مجاہدات سے اور محنتوں سے دل بنتا تو ہے لیکن خالی مجاہدہ کافی نہیں، صحبتِ صالحین بھی ضروری ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجاہدہ کوئی تنہا نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی تنہا مجاہدہ کرتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے تلّی اگر تنہا مجاہدہ کرکے اپنا تیل نکلوالے، لیکن گلاب کی صحبت نہ اٹھائے تو وہ رہے گا تلّی ہی کا تیل اور اگر کچھ دن گلاب کے پھول کی صحبت میں رہ کر گلاب کی خوشبو اپنے اندر بسالے اور پھر مجاہدہ کرے، کولھو میں اپنا تیل نکلوائے تو اس کا نام روغنِ گل ہوگا۔ بولیے صاحب! اگر تلّی گلاب کے پھولوں کی صحبت اختیار نہ کرے تو اس کا تیل روغنِ گل ہوسکتا ہے؟ اسی طرح اگر تلّی چنبیلی کی صحبت میں نہ رہے اور کہے کہ ہم مجاہدہ کرکے، اپنے کو کولھو میں پسوا کے خود روغنِ چنبیلی ہوجائیں گے تو ذرا تل چنبیلی کا تیل بن کے دکھادے۔ تلّی کا تیل، چنبیلی کا تیل جب ہوگا کہ جب وہ کچھ دن چنبیلی کی صحبت میں رہے اور روغنِ گل جب ہوگا کہ جب کچھ دن گلاب کی صحبت میں رہے۔ اسی لیے کسی سے استفادہ کے لیے پہلے یہ معلوم کرلینا چاہیے کہ فلاں صاحب کس کے صحبت یافتہ ہیں؟ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آج بھی جو عالم کسی ولی اللہ کی آغوشِ تربیت میں مجاہدات سے گزرے تو اللہ تعالیٰ اس کی خوشبو کو ایک عالم میں اڑادے گا۔

اب مجاہدہ کی ایک اور مثال دیتا ہوں۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ دیکھو بھئی! ایک کباب ہے، مگر ہے کچا، قیمہ ہے، ٹکیہ ہے اور سب مسالہ موجود ہے، کباب کے اجزا سے کوئی جز اس میں سے غائب نہیں ہے، وہ صورتاً اجزائے ترکیبیۂ کباب کا جامع ہے لیکن مجاہدے سے نہیں گزرا، کڑاہی میں تیل گرم کرکے اس کو تلا نہیں گیا، کچی ٹکیہ رکھی ہوئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ لو! کباب کھالو اور جب کچا کباب کھایا تو متلی چھوٹنے لگی۔

تو میرے شیخ یہ مثال دے کر فرماتے تھے کہ ہمارے پاس کباب تو ہے مگر کچا ہے،

یعنی ایمان کا کباب تو ہے، مگر کچا ہے، تلا ہوا نہیں ہے، اسی لیے جو کھاتا ہے وہ تھوک دیتا ہے۔ لہٰذا میں مسلمانوں کو، مولویوں کو یہی کہتا ہوں کہ کچھ دن مجاہدہ کرلو، گناہ سے بچو، مگر مجاہدہ اللہ والوں کے مشورہ سے کرو، کیوں کہ جہاں مجاہداتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں وہاں اصل اہمیت آغوشِ صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے، اگر یہی صحابہ رضی اللہ عنہم جہاد اور مجاہدہ کرتے اور صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آغوشِ تربیت نہ ملتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ مقام نہیں مل سکتا تھا۔

علمائے خشک کی ناقدری کی وجہ

لوگ کہتے ہیں کہ مولویوں کی تقریر میں مزہ نہیں آتا۔ مزہ اس لیے نہیں آتا کہ ہم نے صحبتِ اہل اللہ نہیں اٹھائی، ہم مجاہدے سے نہیں گزرے، دیکھیے! میں اپنے کو شامل کرکے کہہ رہا ہوں کہ ’’ہم نہیں گزرے‘‘ تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ تو میرے ہی لیے کہہ رہے ہیں، میری ہی طرف رخ ہے۔ نہیں! ہمارے بزرگوں نے ہمیں سکھایا ہے کہ اپنے کو شامل کرو، لہٰذا جب کوئی شخص یہ کہے کہ کیا بُرا حال ہے لوگوں کا تو سمجھ لو کہ سب سے بُرا انسان یہ خود ہے، لہٰذا اپنے کو پہلے شامل کرو کہ ہم لوگ مجاہدے سے نہیں گزرے۔ جنہوں نے اپنے کو مجاہدے سے گزارا، اللہ نے آج بھی ان کی تقریر میں درد رکھا ہے ؎

مجھ کو جب وادئ حسرت سے گزارا اس نے
ہر بُنِ مو سے مرے خون کا دریا نکلا

لاکھ دنیا کے حاسدین جمع ہو کر مجاہدات سے گزرے ہوئے لوگوں پر خاک ڈالیں لیکن ان کی نسبت مع اللہ کے آفتاب کو چھپا نہیں سکتے، ان کا دردِ دل چھپ نہیں سکتا۔ اس پر میرا ایک شعر سن لیجیے ؎

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

جو اللہ کو خوش کرنے کے لیے اپنی بُری خواہشات کا، اپنی حرام تمناؤں کا خون کرتا ہے، بُری خواہشات کے خون کا دریا جس کے دل میں بہت ہے اس کے دریائے خونِ دل اور خونِ تمنا کو کوئی نہیں چھپا سکتا۔ میرے شیخ کی یہ بات یاد کرلو۔ فرماتے تھے کہ جب کوئی غیر عالم اللہ والا

بنتا ہے تو وہ صاحبِ نور ہو جاتا ہے، لیکن جب عالم اللہ والا بنتا ہے تو وہ نورٌ علیٰ نور ہو جاتا ہے، ایک علم کا نور اور ایک اس کے تقویٰ اور ذکر و فکر کا نور۔

تو یہ فرمایا کہ دیکھو! کچا کباب کھا کر متلی ہونے لگتی ہے اور آدمی اسے تھوک دیتا ہے لیکن اگر تل دیا جائے تو دور تک اس کی خوشبو پھیل جاتی ہے، پھر کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ کس محلے میں کباب کی دوکان ہے، دور دور تک اس کی خوشبو اس کا پتا بتاتی ہے۔

کباب پر ایک لطیفہ

ہندوستان میں شاہی مسجد جونپور کے مدرسے میں میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میاں اصغر دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگ پڑھاتے تھے، وہاں ایک ہندو مسلمان ہوا، پھر ایک دفعہ کہیں سے مدرسے میں گائے کے کباب کی دعوت آئی، طالب علموں کی دعوت آتی رہتی ہے، تو جب اس نے کباب کھایا تو اس کو اتنا مزہ آیا کہ پھر جب کچھ دنوں تک دعوت نہیں آئی تو ساتھیوں سے کہتا تھا کہ ”کیا ٹبوے لیے پھرٹ ہو، ارے! کہوں ڈاوت واوٹ بھی ہے؟“ یعنی کیا صرف کتاب ہی لیے پھرتے ہو، ارے! کہیں کباب کی دعوت بھی ہے؟ وہ توتلا تھا، میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اس کی توتلی زبان کی نقل کرکے ہمیں سنایا کرتے تھے۔ اللہ ہمارے دلوں میں اپنے دردِ محبت کا کباب داخل کردے ؎

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا
ہم ہی تھک گئے داستاں کہتے کہتے

میرے شیخ فرماتے تھے کہ ”اس کے جرے تو کس نہ بسائے“ یہ پوربی زبان کا جملہ ہے، یعنی جو اپنے کو خدائے تعالیٰ کے واسطے جلا کے خاک کردیتا ہے تو اس کی خوشبو کیوں نہ اڑے گی۔

خوشبوئے نسبت و مجاہدہ

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کی خوشبو تو جاکر دیکھو۔ آج بڑے بڑے علمائے ندوہ ان کے قدموں میں ان سے دعائیں لینے آتے ہیں۔ حضرت نے بارہ سال اپنے شیخ کی خدمت کی، مجاہدات سے گزرے اور اس کے بعد جب دین کی تبلیغ شروع کی تو اتنے ستائے گئے کہ فرماتے ہیں ؎

بڑھ رہے ہیں پھر شرورِ دشمناں
تجھ سے ہے فریاد ربِّ دوجہاں
ہو رہا ہے عشق کا پھر امتحاں
آتے ہیں ہر سمت سے تیر و سناں

اور یہ مصیبتیں کیوں آتی ہیں۔

حق پرستی کی سزا جورِ عیاں
ہے یقیناً سنتِ پیغمبراں
مجھ کو جی بھر کر ستالیں وہ یہاں
میں خلافِ حق نہ کھولوں گا زباں
جل کے اٹھے گا نشیمن سے دھواں
آہ جائے گی نہ میری رائیگاں

یہ حضرت کے وہ اشعار ہیں جو حضرت نے مصیبت کے وقت کہے تھے، دشمنوں نے تین روز تک پانی بند رکھا تھا، حضرت کو تین روز تک پانی نہیں ملا، اس درد و غم میں حضرت نے یہ اشعار فرمائے۔ آپ بتائیے کہ جب تین دن پانی نہیں ملا ہو گا تو حضرت اور ان کے بال بچوں پر کیا گزری ہو گی۔

دوستو! اس لیے کہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں مجاہدے کے لیے اور صحبتِ صالحین کے لیے تیار ہو جاؤ، تبلیغی جماعت میں نکلنے سے یا مدرسے میں پڑھنے سے بھی ایک قسم کی صحبت مل جاتی ہے لیکن پھر بھی شیخِ کامل کی ضرورت رہتی ہے، شیخ کی ضرورت کو شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ چاہے تبلیغی جماعت میں لاکھوں چلّے لگالو مگر جب تک صحبتِ شیخ نصیب نہیں ہو گی تقویٰ اور اللہ سے خاص تعلق نہیں ملے گا، اس لیے تمہارا کوئی مربی اور شیخ بھی ہونا چاہیے، لہٰذا جس اللہ والے سے مناسبت ہو اس سے بیعت ہو جاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدات سے تو گزارا مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوشِ تربیت میں۔ اگر سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آغوشِ صحبت، آغوشِ تربیت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تلمیذیت پرورش نہ پاتی اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ان کے اخلاق کا تزکیہ نہ ہوتا تو انہیں مجاہدات کی برکات بھی حاصل نہ ہوتیں۔

کارِ نبوت تین ہیں: تلاوت، تعلیم، تزکیہ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین کام کیے: تلاوت، تعلیم اور تزکیہ۔ تعلیم کتاب سے دارالعلوم اور تلاوت سے مکاتبِ حفظ و تجوید قائم ہوگئے اور تزکیہ سے خانقاہیں قائم ہوگئیں:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ؕ[۳]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔

تعلیمِ کتاب سے دارالعلوم کے قیام کا ثبوت

اس آیت میں وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ کی تفسیر کیا ہے؟ مفتی بغداد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ بِاَنْ يُّفَهِّمُهُمْ اَلْفَاظُهٗ نبی صلی اللہ علیہ وسلم الفاظِ قرآن کی تفہیم کرتے ہیں، سمجھاتے ہیں کہ ان کے کیا معانی ہیں۔ اس آیت سے دارالعلوم کے قیام کا ثبوت ملتا ہے، یعنی یہ دارالعلوم جہاں قرآنِ پاک کے الفاظ کے معانی کی تعلیم دی جارہی ہے، اس آیت کے تحت قائم ہیں، عربوں کو عربی زبان کے باوجود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ معانی سکھائے جو اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائے، مثلاً آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا، يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ[۴] میں يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ کا ترجمہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ اس کا ترجمہ اصلاحِ اعمال نہیں ہے بلکہ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ اَىْ يَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِكُمْ[۵] یعنی تمہاری نیکیاں اللہ قبول فرمالیں۔ مفسرین لکھتے ہیں يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ کا ترجمہ زبان نبوت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھایا گیا، لہٰذا اسے صرف لغت سے حل مت کرنا۔

مکاتبِ قرآن پاک کے قیام کا ثبوت

اور وَيُبَيِّنُ لَهُمْ كَيْفِيَّةَ اَدَائِهٖ[۶] اور قرآنِ پاک کے حروف کی ادائیگی بھی سکھاتے

---

۳ البقرة:۱۲۹

۴ الاحزاب:۷۰-۷۱

۵ مرقاة المفاتيح:۱۰/۳۱۰، باب اعلان النكاح، المكتبة الامدادية

۶ روح المعانی:۱/۳۸۷، البقرة(۱۲۹)، دار احياء التراث، بيروت

ہیں، لہٰذا جو قاری بنتا ہے وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ قرأت کی نقل کرنا سیکھتا ہے، اس لیے میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ قرأت کے معانی کیا ہیں؟ اَلْمُرَادُ بِالْقِرَاءَةِ نَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَا كَانَ يَقْرَأُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی ہم قرآنِ پاک کو اس طرح پڑھیں جس طرح سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، اس لیے میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ قرآنِ پاک سیکھنے کے لیے تھوڑی سی محنت کر لیجیے، ان شاء اللہ قرآنِ پاک تجوید کے مطابق پڑھنے لگیں گے۔ بعض لوگ عالم ہو جاتے ہیں مگر جب نماز پڑھاتے ہیں تو ان کی قرأت سن کر دل دکھ جاتا ہے۔ اس کی مشق کیجیے، جتنا بہتر سے بہتر حروف کی ادائیگی ہوگی اتنا ہی زیادہ قلب میں نور محسوس ہوگا۔

وَيُزَكِّيْهِمْ سے خانقاہوں کے قیام کا ثبوت

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَيُزَكِّيْهِمْ یعنی سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کا تزکیہ کرتے ہیں، تزکیہ کے کیا معنیٰ ہیں؟ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ مظہری، سورۂ آل عمران کی تفسیر میں تزکیہ کے تین معانی بیان فرماتے ہیں:

۱) اس میں سے ایک ہے: اَیْ يُطَهِّرُ قُلُوْبَ الصَّحَابَةِ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کی تطہیر یعنی صفائی کرتے ہیں، کس بات سے؟ عَنِ الْعَقَائِدِ الْفَاسِدَةِ وَالْاِشْتِغَالِ بِغَيْرِ اللهِ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاسد عقیدوں کی اصلاح فرماتے ہیں اور غیر اللہ کے ساتھ دل لگانے سے ان کے قلوب کو بچاتے ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا مصداق بنا کر اللہ پر جان دینا ان پر آسان کر دیا، اور صرف آسان ہی نہیں بلکہ مشتاق بنا دیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ پر جان دینے کے لیے راستے تلاش کرتے تھے۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانیٔ تبلیغی جماعت فرماتے تھے کہ کلمہ کی صحیح تعریف ہے اللہ پر جان دینے کے راستے تلاش کرنا۔ آہ! آج جن کے قلوب غیر اللہ میں مشغول ہیں کیا ان سے کارِ نبوت لیا جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ جس سے سرکاری کام لیتے ہیں اس کے قلب کو پہلے غیر سرکاری کاموں سے فارغ کرتے ہیں، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گر خفاشے رفت در کور و کبود

بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بود

اگر کوئی چمگادڑ، ظالم، اندھا، ظلمت پرست کہیں اندھیرے میں الٹالٹکا ہوا ہو تو اس پر کوئی تعجب نہیں لیکن جس باز نے بادشاہ کو دیکھ لیا اور بازِ شاہی بن گیا، وہ شاہ کو دیکھنے کے بعد اگر کسی مردے سے لپٹا ہوا ہے تو وہ بادشاہ کو چھوڑ کر کہاں غیروں میں پھنستا ہے، کہاں گندگی میں جاتا ہے۔ اس لیے مولوی، حافظ، صوفی، اساتذۂ کرام اور ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے قلوب کا تزکیہ کرالیں، بازِشاہی والے اخلاق سیکھیں، اللہ کے پاس رہنا سیکھیں، غیر اللہ سے اپنے دل کو بچائیں۔ مردہ خوری کرگس یعنی گدھ کی صفت ہے، اس سے اپنے دل کو پاک کریں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بازِ سلطانم گشتم نیکو پئیم

فارغ از مردارم و کرگس نے ام

اے دنیا والو! اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں اب میں کرگس نہیں رہا، اب میں بازِ شاہی بن گیا ہوں، نیک رفتار ہو گیا ہوں، اے دنیا والو! جلال الدین اب مردہ کھانے سے فارغ ہو چکا ہے، اسے مردوں سے نجات مل گئی ہے۔

۲) اور تزکیہ کا دوسرا مفہوم کیا ہے؟ وَيُطَهِّرُ نُفُوْسَهُمْ عَنِ الرَّذَائِلِ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانوں کو بُری عادتوں سے پاک فرماتے ہیں۔

۳) وَيُطَهِّرُ اَبْدَانَهُمْ عَنِ الْاَنْجَاسِ وَالْاَخْبَاثِ وَالْاَعْمَالِ الْقَبِيْحَةِ[ک] سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجسام کو نجاست اور بُرے اعمال سے پاک کرتے ہیں۔ اس کے بعد یہ حضرات کیا سے کیا ہو گئے۔ مجاہدات اور صحبتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات دیکھ لو کہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے، ایک شخص نے پوچھا کہ مَنْ ھٰذا؟ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ھٰذا صاحب رسول اللہ یعنی

ک التفسیر المظھری: ۱۶۶/۲ بلوجستان بك دبو

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ ارے میاں! کہنے کے تو قابل بنو کہ میں فلاں کا ساتھی ہوں۔ اس کے لیے مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”نسبتِ صوفیا“ پڑھیے، زبردست کتاب ہے اور عَاقِبَةُ الْاِنْكَارِ پڑھیے، یہ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہل اللہ کے فیوض کے منکرین پر زبردست رسالہ لکھا ہے۔ میرے پاس دونوں کتابیں ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا مظہر میاں کو توفیق دیں کہ اس کو کتب خانہ سے چھاپ دیں، یہ بزرگوں کا دردِ دل ہے۔

آپ بتائیے کہ کیا صرف کتاب پڑھنے سے اہل اللہ کے فیوض وبرکات حاصل ہوجائیں گے؟ کتاب اللہ کے ساتھ رجال اللہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ جب کتاب نازل ہوتی ہے تو اللہ کوئی نبی بھی پیدا کرتا ہے۔ اگر کتاب اللہ ہدایت کے لیے کافی ہوتی تو اللہ تعالیٰ رجال اللہ پیدا ہی نہ کرتے۔ نبیوں کی بعثت کتاب کے ساتھ ساتھ ہوئی ہے اور امتیوں کو نبی کی صحبت کا حکم دیا گیا ہے، جیسے نبی آخر الزماں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ [۸]

اے نبی! آپ صبر کرکے بیٹھیے ان لوگوں کے ساتھ جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لیے کرتے ہیں، اگرچہ آپ اکیلے بہت عبادت کررہے ہیں، اگرچہ آپ کو میرے ساتھ خلوت محبوب ہے، لیکن یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے بنیں گے؟ اپنے نفس پر صبر کرکے ان کے ساتھ بیٹھیے اور ان کو اپنی صحبت میں رکھیے تاکہ آپ کے قلب کا یقین ان کے قلب میں اترے۔

صحبتِ اہل اللہ نعمتِ عظمیٰ

تو صحبت اتنی بڑی اور اہم چیز ہے کہ ایک شخص اگر حالتِ ایمان میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لے یا وہ نابینا ہو لیکن نبی کی نظر اس پر پڑ جائے تو وہ صحابی ہوجاتا ہے اور اس کا ایمان اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ایک لاکھ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ایک لاکھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور سارے اولیاء اللہ کا ایمان ایک طرف رکھا جائے اور ایک ادنیٰ

---

۸ الکھف:۲۸

صحابی کے ایمان کو ایک طرف رکھا جائے تو سارے اولیاء کے ایمان کا مجموعہ اس صحابی کے ایمان کو نہیں پاسکتا، کیوں؟ اس لیے کہ جنھوں نے انوارِ نبوت کا دس کروڑ ملین پاور کا بلب دیکھ لیا ان کو دس ہزار پاور کے بلب دیکھنے والے کیسے پاسکتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہِ نبوت سے جس کو ایک دفعہ دیکھ لیتے تھے، شعارِ نبوت اس صحابی کے ذرّے ذرّے میں داخل ہو جاتی تھی، جیسے آج کل الٹرا ساؤنڈ ہے کہ اس کی شعاعیں انسان کے جسم میں داخل ہو جاتی ہیں اسی طرح شمعِ نبوت کی شعاعیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلب و جاں کے ذرے ذرے میں داخل ہو جاتی تھیں، ایسازبردست ایمان نصیب ہوتا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام

اس لیے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ترازو کے ایک پلڑے میں میرے ابو بکر صدیق کا ایمان رکھ دیا جائے اور دوسرے میں میری امت کے تمام صحابہ کا اور تمام اولیاء کا ایمان اور ساری امتوں کے صحابہ اور اولیاء کا ایمان رکھ لو تو میرے صدیق کا ایمان بڑھ جائے گا۔ دیکھا آپ نے، ایک فرد ایسا بھی ہے کہ نبیوں کے بعد اس سے کوئی افضل نہیں:

اَفْضَلُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْقِ اَبُوْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو جہاد کے لیے روانہ کرنا چاہا جس کی تیاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں فرمادی تھی تو سارے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، ابھی ہمارا زخم تازہ ہے، ابھی ہمارے اندر جہاد کی طاقت نہیں ہے، اس وقت جہاد کے لیے لشکر روانہ نہ فرمائیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاد کیا جائے گا، کیوں کہ جو جھنڈا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دیا تھا وہ سرنگوں نہیں ہو سکتا اور فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی جہاد کے لیے نہیں جائے گا تو میں تنہا نکلوں گا، صدیق تنہا اللہ پر جان دے گا اور اللہ میرے ساتھ ہے، اے اصحاب! رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا [۹]

اے صدیق! اندیشہ مت کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے تو کیا تم اس وقت وہاں تھے؟ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون تھا؟ اس وقت غارِ ثور میں صرف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، لہٰذا یہ آیت میرے لیے نازل ہوئی ہے، اللہ میرے ساتھ نص قطعی سے ہے، فَتَقَلَّدَ سَيْفَهٗ وَخَرَجَ وَحْدَهٗ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تلوار سنبھالی اور جہاد کے لیے تنہا نکل پڑے، اس وقت تمام صحابہ کو شرح صدر ہو گیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حق پر ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے خلیفۃ المؤمنین! آپ صحیح فرمارہے ہیں اور ہم غلطی پر تھے، اس کے بعد صحابہ جوشِ ایمانی کے ساتھ لشکر کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ کیا یہ معمولی بات ہے؟ دوستو! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تو دیکھو، انہوں نے اس وقت یہ بھی دکھلا دیا کہ جمہوریت باطل ہے اور اس آیت کی عملی تفسیر کر دی:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ [۱۰]

پس اے نبی! جب آپ رائے پختہ کر کے کسی بات کا عزم کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کر کے اس کام کو کر ڈالا کیجیے، جمہوریت کے بطلان پر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا عمل بطورِ ثبوت دکھلایا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں کہ اے میرے بیٹے عبداللہ! خدا کی قسم! ابو بکر کی اس دن کی عبادت جس دن وہ تنہا جہاد کے لیے نکلے تھے تیرے باپ عمر کی ساری زندگی کے دنوں کی عبادت سے فائق اور بالاتر ہے اور جس رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تنہا اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ہجرت کرائی، نبوت کے وزن کو اپنے اوپر رکھا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر بٹھایا، اس ہجرت کی رات کی عبادت عمر کی ساری زندگی کی راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی وجہ

کیا کہیں دوستو! ایمان و یقین صحبت سے ملتا ہے۔ افسوس کہ اس حقیقت کو لوگ

۹ التوبۃ:۴۰
۱۰ اٰل عمرٰن:۱۵۹

نہیں سمجھتے۔ آخر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کون سی (زائد) عبادت کی تھی؟ بکر بن عبد اللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس کو ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محدثین نے بھی نقل کیا ہے:

مَا فُضِّلَ اَبُوْ بَکْرٍ النَّاسَ بِکَثْرَۃِ صَلٰوۃٍ وَّلَا بِکَثْرَۃِ صِیَامٍ وَّلَا بِکَثْرَۃِ رِوَایَۃٍ وَّ فَتْوٰی وَکَلَامٍ وَّلٰکِنْ بِشَیْءٍ وُّقِرَ فِیْ صَدْرِہٖ[۱]

نہیں فضیلت دیے گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور لوگوں پر، یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو یہ درجہ ملا ہے، نوافل کی کثرت سے نہیں ملا اور روزوں کی کثرت سے بھی نہیں ملا اور کثرتِ روایت، کثرتِ فتویٰ اور کثرتِ تقریر سے بھی نہیں ملا وَلٰکِنْ بِشَیْءٍ وُّقِرَ فِیْ صَدْرِہٖ لیکن ان کے سینے میں اللہ اور رسول پر جان دینے کا ایک درد تھا، ان کے سینے میں ایمان اور صدیقیت کا جو مقام تھا، اس کا کوئی ثانی نہیں تھا، اسی لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اس امت میں اور دیگر تمام سابقہ امتوں میں کوئی ثانی نہیں، یہی وہ چیز ہے جس سے دو رکعت ایک لاکھ رکعات بنتی ہیں، یہ چیزیں اہل اللہ کی صحبتوں سے ملتی ہیں۔

اگر شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی اختر نے نہ کی ہوتی تو آج بنفشہ اور گاؤزبان بیچتا ہوتا، کیوں کہ میں حکیم تھا، پھر کیا آپ مجھ سے دین کی بات سنتے؟ آپ مجھے دواخانے میں جوشاندہ اور تریاقِ نزلہ بیچتے ہوئے دیکھتے۔ لیکن آج اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے جوانی میں حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رکھا، جوانی میں جی چاہتا ہے کہ خوب گپ شپ کرو، ہوا کھاؤ، لیکن میں نے اندھیری راتوں میں، تاروں کی روشنی میں اپنے شیخ کا ساتھ دیا ہے، جب کوئی روشنی نہیں ہوتی تھی، آٹھ آٹھ گھنٹے میرے شیخ عبادت کرتے تھے اور اختر ان کے ساتھ رہتا تھا۔ حضرت والا نے اعلان کیا کہ اختر میرے ساتھ اس طرح رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے۔ الحمد للہ! میرے شیخ نے مجھ کو یہ بشارت دی ہے، اور میرے شیخ ثانی شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ شیخ پر کس طرح جان دی جاتی ہے، تو جو کتابوں میں پڑھا تھا وہ میں نے اختر کی زندگی

[۱] مرقاۃ المفاتیح:۱۱/۲۷۴، باب مناقب العشرۃ رضی اللہ عنھم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

میں دیکھ لیا۔ یہ بات مجھے حضرت کے بھائی اسرار الحق صاحب نے سنائی، کہ بھائی صاحب یعنی مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم تمہارے بارے میں بڑا نیک گمان رکھتے ہیں۔ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ میاں! تم حکیم اختر کو کیا جانتے ہو، اس نے اپنے شیخ کے لیے اتنی قربانیاں پیش کی ہیں، جو ہم کتابوں میں پڑھتے تھے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ میں اپنے منہ سے کیا کہوں، اپنے منہ سے کچھ نہیں کہتا لیکن اللہ کا شکر ضرور ادا کرتا ہوں کہ اختر سینے میں دردِ محبت کا ایک ذرہ رکھتا ہے اور وہ بھی عطائے خداوندی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ہے، جب چاہے دے دے، جب چاہے چھین لے، میں اس نعمت کا مستقل مالک نہیں ہوں، یہ حق تعالیٰ کی بھیک ہے، کاسۂ گدائی میں وہ جب تک چاہے بھیک رکھے اور جب چاہے نالائق سے چھین لے، خدائے تعالیٰ ہمیں بچائے ایسی نالائقیوں سے کہ جن سے یہ بھیک چھن جائے، اے اللہ! میرے کاسۂ گدائی میں تعلق مع اللہ کا یہ موتی ہمیشہ قائم رہے۔

تو میں عرض کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ساری دنیا کی سلطنتیں اور بادشاہوں کے تخت و تاج اختر کے قدموں میں رکھ کر دیکھو کہ اختر بکتا ہے یا نہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اختر ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا، افسوس کہ پہچاننے والے کم ہیں، سمجھتے ہیں کہ اختر بھی لالچی ہے، کوئی مال دار آجائے گا تو اس کے پیچھے پھرنے لگے گا، میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ نے اپنی رحمت سے مجھے اپنے درد کی قیمت سمجھا دی ہے، اگر ساری دنیا کے بادشاہ اپنے تخت و تاج میرے قدموں میں رکھ دیں، تو اختر بفضلہٖ تعالیٰ انہیں دیکھے گا بھی نہیں اور اللہ کے دردِ محبت کی داستان کو نہیں چھوڑے گا، یہ نہیں کہے گا کہ چلو دارالخلافہ میں بیٹھیں اور وہاں آرام سے مرغے اڑائیں۔ میں اپنے اس دردِ محبت کی داستان کو سنانے کے لیے اللہ سے فریاد کرتا ہوں اور ایک سو بیس سال کی عمر خدائے تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔

جب اختر جوان تھا تو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ اس وقت میری زبان کو کان نہیں ملے تھے، اب جب بوڑھا ہو گیا ہوں تو ہر طرف سے مجمع کھنچا چلا آرہا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! اپنے ان بندوں کے کانوں کے صدقے میں میری زبان کو توانائی عطا فرمائیے، قوتِ بیان، حسنِ بیان، اخلاصِ بیان اور شرفِ قبولِ بیان عطا فرمائیے اور مجھ سے سارے عالم میں کام لے لیجیے۔ میں دعا میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اے خدا! مجھے کوئی ایسا جہاز عطا

فرمادے جو پانچ چھ آدمیوں کا ہو اور اس کا پائلٹ بھی میرا دوست ہو۔ اس میں بیٹھ کر سارے عالم میں جا جا کر تیرے عشق و محبت کی داستان سناؤں، جب چاہا اپنے بزرگوں کے پاس الٰہ آباد پہنچ گئے، جب چاہا اپنے شیخ کی خدمت میں ہردوئی اتر گئے، جب چاہا ساؤتھ افریقہ چلے گئے، مطلب یہ ہے کہ طویل سفر کا وقت بچ جائے۔

بس! یہی دل چاہتا ہے کہ اے خدا! مجھے اپنی رحمت سے کچھ کان عطا فرمادے، گو اختر مستحق نہیں ہے، لیکن محض اپنی رحمت سے کچھ ایسے کان شرق و غرب، شمال و جنوب سے عطا فرمادے جو آپ کی محبت کے پیاسے ہوں اور اپنے اس دردِ محبت کی امانت کو جو اختر کے سینے میں ہے، ان کے سینوں میں منتقل فرمادے۔ مجھے بہانہ بنادیں۔ کام آپ بنادیں، نام میرا چڑھادیں اور اسے میرے لیے صدقۂ جاریہ بنادیں، کیوں کہ کام تو صرف آپ ہی بناتے ہیں۔

پاکستان اولیاء اللہ کی تمناؤں اور دعاؤں کا ثمرہ ہے

آج چوں کہ ۱۴؍ اگست ہے اور پاکستان کی آزادی کی خوشیاں منائی جارہی ہیں، اس لیے میں کچھ باتیں قیامِ پاکستان سے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا قیام بڑے بڑے اولیاء اللہ کی تمنا تھی، خاص کر حکیم الامت مجدد الملّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تمنا تھی کہ ایک الگ اسلامی ریاست ہو، جہاں مسلمان ہندوؤں اور کافروں کے تابع نہ ہوں، یہ سب کتابوں میں چھپا ہوا ہے، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میری ریل ریاست رامپور سے گزرتی ہے اور اذان کی آواز سنائی دیتی ہے اور آزادی سے رہتے ہوئے مسلمان نظر آتے ہیں تو دل خوش ہو جاتا ہے، حالاں کہ مسلمانوں کی یہ ریاست نام کی تھی، کام کی نہیں تھی، لیکن فرمایا کہ وہاں چند اسلامی شعائر دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے اور فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے ایک الگ سلطنت قائم ہو، جو ہندوؤں کے ساتھ مخلوط نہ ہو۔

کفار کے ساتھ مشترک حکومت مسلمانوں کی تباہی ہے

کیوں کہ مان لیجیے کہ اگر کہیں نو ہزار افراد کی بستی ہے، جس میں چھ ہزار ہندو ہیں اور تین ہزار مسلمان ہیں تو جب یہ مخلوط حکومت بنائیں گے اور اسمبلی میں کسی معاملے پر ووٹنگ ہوگی تو ہمیشہ مسلمان ذلیل اور مغلوب رہیں گے، کیوں کہ چھ ہزار ووٹ کافروں کو جائیں گے اور تین

ہزار مسلمانوں کو۔ آپ لوگ سمجھ رہے ہیں یا نہیں کہ ووٹنگ میں کافروں کی تعداد یقیناً زیادہ ہو گی، جس کی وجہ سے مسلمان ہر معاملے میں ہندوؤں سے مغلوب رہیں گے اور دین کے کسی بھی حکم کا نفاذ نہیں ہو سکے گا اور ان کے دین میں دن بدن زوال آتا جائے گا، یہاں تک کہ اگلی نسلوں میں اسلام ہی اجنبی ہو جائے گا، اب اسی سے جمہوریت کے نظام کی خرابی بھی سمجھ لیجیے۔

قانونِ جمہوریت کے باطل ہونے پر دلائل

یہ جمہوریت اور الیکشن جو یورپ سے ہمیں ملا ہے، یہ بہت بڑی لعنت ہے، اس میں کبھی بھی حق نہیں آ سکتا، جب تک کہ اہلِ حق کا غلبہ نہ ہو جائے۔ فرض کیجیے کہ کسی بستی میں ایک ہزار شرابی کبابی بدکار رہتے ہیں اور سو آدمی پکے نمازی اور ولی اللہ ہیں، تو جب الیکشن ہو گا تو بتایئے! کون جیتے گا؟ کس کی حکومت قائم ہو گی؟

اس لیے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں قرآنِ پاک کی دلیل سے جمہوریت کو باطل قرار دیا ہے، فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ [۱۲] اور (اے نبی! آپ) ان (صحابہ) سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کر لیں (خواہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کر کے اس کام کو کر ڈالا) کیجیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔ (تفسیر بیان القرآن)

یعنی آپ مشورہ تو لیں گے مگر فیصلہ آپ ہی کا ہو گا، جمہوریت کا نہیں ہو گا، چاہے جمہوریت اس کے حق میں ہو یا مخالف ہو، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جمہوریت باطل ہے، الیکشن باطل ہیں، جو صحیح لوگ ہوں ان کو حکومت ملنی چاہیے، یہ کیا ہے کہ اگر کسی ملک میں غنڈے زیادہ رہتے ہوں، بے نمازی زیادہ رہتے ہوں تو بس غنڈے کو وزیر اعظم بنا دو۔

---

۱۲ اٰل عمرٰن:۱۵۹

سوادِ اعظم سے کیا مراد ہے؟

حدیث میں جو ہے کہ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ [۱۳] سوادِ اعظم یعنی کثیر جماعت کی اتباع کرو۔ تو سوادِ اعظم سے کیا مراد ہے؟ کیا صرف لوگوں کی کثرت مراد ہے، چاہے کافروں کی کثرت ہو یا فاسق و فاجر لوگوں کی؟ نہیں! بلکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ بیاضِ اعظم کی اتباع کرو، یعنی اہلِ حق کی۔ سوادِ اعظم کی شرح حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے کہ جدھر بیاضِ اعظم ہو، جدھر سب سے زیادہ نور ہو، یعنی جدھر حق ہو ان کی اتباع کرو، خواہ ایسے لوگ تعداد میں کم ہوں، لیکن وہی سوادِ اعظم ہیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا تھی کہ ایک الگ خطہ مسلمانوں کو حاصل ہو جائے اور حضرت نے دعا مانگی کہ اے خدا! ایک ایسا خطہ عطا کر دے کہ جہاں خالص اسلام کی سلطنت ہو اور فرمایا کہ اگرچہ کانگریس بھی انگریز سے آزادی کی کوشش کر رہی ہے، لیکن کانگریس کی دونوں آنکھیں اندھی ہیں، وہاں نہ ایمان ہے، نہ عملِ مقبول، گاندھی کافر ہے، ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہیں، اگر اس وجہ سے کہ کافر اکثریت میں ہیں، کافروں کی حکومت ہو جائے اور ان کا غلبہ ہو جائے تو گاندھی کافر سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرآن نے یہ فرمایا ہے، لہٰذا قانون اس طرح ہونا چاہیے، کیوں کہ اس کی دونوں آنکھیں نہیں ہیں، وہ کیا قرآن اور مسلمانوں کی مانے گا، بلکہ اگر کوئی نادان شخص جا کر نہرو یا گاندھی سے کہتا کہ اللہ نے قرآن میں یہ فرمایا ہے تو نعوذ باللہ! وہ قرآنِ پاک کو گالیاں دیتے۔

اس کے برعکس آل انڈیا مسلم لیگ میں اگرچہ فاسق و فاجر مسلمان زیادہ ہیں، لیکن کلمہ ہونے کی وجہ سے ان کے پاس ایمان کی ایک آنکھ تو ہے، یہ کانے تو ہیں، لیکن اندھے نہیں ہیں، ایک آنکھ والے ہیں، کم از کم قرآنِ پاک کو سن تو سکتے ہیں۔ آج پاکستان میں کتنا ہی فاسق حکمران ہو، لیکن ہے تو مسلمان، قرآنِ پاک کو سن کر نعوذ باللہ! قرآن کی شان میں گستاخی نہیں کر سکتا۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ یاد رکھو کہ مسلم لیگ کانی ہے، ایک آنکھ سے اندھی ہے اور کانگریس دونوں آنکھوں سے اندھی ہے، کیوں کہ کانگریس کا بانی گاندھی ہے،

۱۳؎ کنز العمال: ۲۰۶/۱ (۱۰۳۰)، باب فی الاعتصام بالکتاب والسنۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

جو کافر ہے اور مسلم لیگ کا بانی محمد علی جناح ہے، جو کلمہ گو ہے اور سنی بھی ہے، اخیر میں انہوں نے علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے صاف کہہ دیا تھا کہ میں سنی ہوں اور سنیوں کے طریقے کے مطابق نماز پڑھتا ہوں اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے خود یہ بات بیان کی کہ میں نے محمد علی جناح کو سنیوں کے مطابق نماز سکھائی اور انہیں نماز کی پابندی کی تاکید کی اور وہ سنیوں کی طرح نماز پڑھتے تھے اور جب انتقال کا وقت قریب ہوا تو وصیت کی کہ میں سنی ہوں اور حنفی ہوں، میری نمازِ جنازہ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب پڑھائیں گے، کسی اور مسلک والے کو میرا جنازہ مت پڑھانے دینا، آپ دیکھ لیجیے کہ ان کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے، اگر وہ کسی اور مسلک سے تعلق رکھتے تو مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو نمازِ جنازہ پڑھانے کی ہرگز وصیت نہ کرتے، ارے! بزرگوں کی دعا تھی ان کے ساتھ۔

پاکستان کے لیے مسٹر جناح کا درد و غم

جناح صاحب امت کا درد رکھتے تھے۔ مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں رات بارہ بجے محمد علی جناح کے پاس دہلی پہنچا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جناح صاحب کے نام ایک ضروری خط تھا، وہ دینا تھا، تو میں نے دیکھا کہ اس وقت وہ سجدہ میں پاکستان کے لیے رو رہے تھے، اور ایک مرتبہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جناح کو خواب میں علما کے لباس میں دیکھا ہے، ان کو حقیر مت سمجھو، اللہ جس سے چاہے کوئی بڑا کام لے لے۔

قیامِ پاکستان کے لیے علما کی جد وجہد

لہٰذا بڑے بڑے اللہ والے علما نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور پاکستان کے قیام میں عظیم کردار ادا کیا، چناں چہ جب پاکستان بنا تو مغربی پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور مشرقی پاکستان میں مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کا جھنڈا لہرایا، اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے جناح صاحب نے کہا کہ اگر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ حضرات میرا ساتھ نہ دیتے تو پاکستان نہ بنتا۔

پاکستان کی بنیاد میں علما کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ لیکن آج علما کو آہستہ آہستہ فراموش کیا جارہا ہے۔ میرے سامنے الٰہ آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سب سے بڑا اجلاس ہوا، میں نے خود اس میں شرکت کی، جس میں قرارداد پاس ہوئی کہ مسلمانوں کو ایک الگ خطہ بنانا چاہیے۔ اس کے بعد اعظم گڑھ میں مسلم لیگ کا سب سے بڑا اجلاس ہوا، جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تمام بڑے بڑے لیڈر اور علما شامل تھے، مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب، مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب، حسرت موہانی صاحب، نواب زادہ لیاقت علی خان اور مسٹر جناح وغیرہ۔

قیامِ پاکستان کے لیے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تڑپ اور خدمات

میرے شیخ، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ پورے اعظم گڑھ کی مسلم لیگ کے سیکریٹری تھے اور بہت زیادہ سرگرم تھے۔ حضرت کو ایک دھن اور فکر تھی کہ پاکستان بن جائے اور حضرت رات رات بھر سجدے میں روتے تھے کہ یا اللہ! کافروں کی غلامی سے آزاد پاکستان کی ایک اسلامی سلطنت بنادے، اور دیکھیے، اعظم گڑھ کے اسی اجلاس کے لیے حضرت تہجد پڑھ کے پھولپور (اعظم گڑھ) سے گورکھپور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو لینے گئے، ان کی تقریر کرانے کے لیے۔ تہجد کے وقت کار روانہ ہوئی اور دوسرے دن عشاء کے وقت حضرت ان کو لے کر آئے اور عشاء پڑھائی اور فرمایا کہ میں نے تہجد کے وضو سے عشاء کی نماز پڑھائی ہے اور سارا دن ایک پانی کا قطرہ بھی نہیں پیا، کیوں کہ استنجا لگ جاتا اور کسی جگہ رکنا پڑ جاتا، حضرت چاہتے تھے کہ بس جلد مولانا کو لے کر واپس پہنچیں۔ پاکستان بنانے میں ہمارے اکابر نے اس طرح سے قربانیاں پیش کی ہیں۔

پھر اس جلسے میں مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے عمائدین کی تقریریں ہوئیں، میں بھی اس میں موجود تھا، اتنا بڑا جلسہ تھا کہ شاید ہندوستان میں الٰہ آباد کے بعد اس کا دوسرا درجہ تھا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس زمانے میں دیندار لوگ کم ہیں، لہٰذا حکومت تو ان مسٹروں ہی کے ہاتھ میں رہے گی، لیکن اگر علما کی راہ نمائی میں رہے گی تو یہ صحیح سلامت ساحل تک پہنچ جائیں گے اور اگر انہوں نے علما کو نظر انداز کردیا تو ساحل تک نہیں پہنچ سکیں

گے۔ پھر مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مصرع پڑھا جو آپ کو سنا رہا ہوں، عجیب و غریب مصرع ہے کہ مسٹر و ملّا میں کیا فرق ہے؟ فرمایا ؎

ہمیں کشتی نہیں ملتی انہیں ساحل نہیں ملتا

یعنی ان کے پاس مادّی وسائل واسباب ہیں اور ملّا بے چارہ مسکین ہے، ہمارے پاس کشتی نہیں ہے لیکن راستہ معلوم ہے اور ان کے پاس کشتی ہے لیکن راستہ معلوم نہیں۔ کاش کہ یہ لوگ کشتی میں ہم کو بٹھالیں اور چلانے کے لیے ہمیں دے دیں تو ان کی کشتی پار لگ جائے۔

حضرتِ اقدس کا خواب اور قیامِ پاکستان کی بشارت

خیر اسی جلسے کی رات مجھے خواب میں بشارت بھی ہوگئی کہ پاکستان بن جائے گا، اللہ والوں کے اس غلام، اختر نے خواب میں دیکھا کہ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ پر سورۂ انفال نازل ہو رہی ہے اور حضرت بے چینی سے کروٹیں لے رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ حضرت! آپ بے چین کیوں ہیں؟ کیا آپ کے اوپر سورۂ انفال کا نزول ہو رہا ہے؟ میں نے اس وقت تک سورۂ انفال کی تفسیر نہیں پڑھی تھی، میں سورۂ انفال کے مضامین کو جانتا بھی نہ تھا، تو جب میں نیند سے بیدار ہوا تو حضرت کو خواب سنا کر پوچھا کہ آپ کیوں اتنے بے چین تھے اور سورۂ انفال کے نزول کی تعبیر کیا ہے؟ تو میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعبیر دی کہ اب ان شاء اللہ پاکستان بن جائے گا، کیوں کہ سورۂ انفال میں فتوحات اور مالِ غنیمت کا تذکرہ ہے۔

مومن ہر حال میں کافر سے افضل ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! پاکستان کے جتنے حکمران و وزیر اعظم ہوئے ہیں سب فاسق وفاجر ہوئے ہیں، مولویوں کو حکومت نہیں دی، لہٰذا ان شرابیوں سے اچھے تو ہمارے ہندوستان کے ہندو لوگ ہیں، تو اس کا جواب سن لو، بیت اللہ کے اندر ایک کانگریسی شخص نے شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ کے مسلمان فاسق اور نافرمان وزیروں اور صدروں سے تو ہمارے ہندوستان کے کافر صدر اور وزیر اچھے ہیں تو حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں

کعبہ میں قرآنِ پاک کی آیت سے اُس کو جواب دیا کہ وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ [۱۴] مومن بندہ چاہے کتنا ہی گناہ گار ہو، مشرک اور کافر سے افضل اور بہتر ہے وَلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ اگرچہ تم کو وہ مشرک اور کافر اچھا لگتا ہو، اور وَلَوۡ اَعۡجَبَكُمۡ فرماتے ہوئے اس معترض کے سینے پر انگلی رکھ دی، اس میں اشارہ تھا کہ تم کو کافر اچھا لگتا ہے تو تمہارا یہ عمل قرآن کے خلاف ہے اور فرمایا کہ تم کافروں کو مسلمانوں کے مقابلے میں لاتے ہو، مسلمان کتنا ہی شرابی، کبابی اور گناہ گار اور بدکار ہو، کوئی بھی گناہ نہ چھوڑے، لیکن جب تک اس کے دل میں کلمہ ہے وہ کروڑوں کافروں سے افضل ہے، ساری دنیا کے کافروں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دو اور دوسرے پلڑے میں ایک گناہ گار مسلمان، کلمہ پڑھنے والے کو رکھ دو تو مسلمان کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور یہ جنت میں جائے گا، چاہے گناہوں کی تھوڑی سی سزا پا جائے، لیکن کافر کو دائمی سزا ہے، کافر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائے گا اور مسلمان کے لیے دائمی سزا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ آخر میں اس کو جنت میں داخل کر دیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیں۔

اور مومن پر اللہ کی کیا رحمت ہے! اس پر ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نے حالتِ نیند میں کروٹ لی اور اس کے منہ سے اللہ نکل گیا، نہ نمازی تھا، نہ روزہ دار، بس اسی پر اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا کہ تم نے غفلت میں سوتے ہوئے کروٹ بدلی اور جو تمہارے منہ سے اللہ نکل گیا وہ میں نے قبول کر لیا۔ وہ مالک ہے، شہنشاہ ہے، جس کی جو ادا چاہے پسند کر لے، جو نکتہ چاہے پسند کر لے اور اس پر مغفرت کر دے۔ جب بشیر اونٹ والے کی ایک ادا، یعنی اس کے سلوٹ کو ایک دنیاوی بڑی مملکت کے بادشاہ نے پسند کر لیا اور اس کو انعام واکرام سے نواز دیا، تو اللہ تعالیٰ تو مالک الملک ہے، وہ اگر کسی کا کوئی نکتہ پسند کر لے اور اس پر نواز دے تو اس پر کیا اعتراض ہے۔

آیت مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ سے امیدِ مغفرت ورحمت کی تعلیم

وہ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ہے، یعنی اللہ قیامت کے دن کا مالک ہے، اس کی تفسیر میں ایک نکتہ بہت اہم ہے کہ اللہ قیامت کے دن کا مالک ہو گا، جج نہیں ہو گا، جج تو قانون کا پابند ہوتا

---

[۱۴] البقرۃ: ۲۲۱

ہے اور حکومت کا غلام ہوتا ہے، تنخواہ دار ہوتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب میری انصاف کی عدالت قائم ہوگی تو میں اس کا مالک ہوں گا، جس کو چاہوں گا قانون سے بالاتر ہو کر شاہی رحم سے معاف کر دوں گا، بشرطیکہ اس کے دل میں کلمہ ہو، اگرچہ قانون سے وہ جہنم کا مستحق ہو، لیکن جس کو چاہوں گا بغیر سزا دیے معاف کر دوں گا، اللہ تعالیٰ کافر کو تو نہیں بخشے گا، کافر ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائے گا، لیکن گناہ گار مسلمان کے بارے میں اللہ نے اپنا حق محفوظ رکھا ہے کہ چاہے تو سزا دے کر جنت میں بھیج دے، چاہے تو بلا سزا معاف کر کے جنت عطا فرمادے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ قیامت کے دن میں بحیثیت قاضی ہوں گا، بلکہ فرمایا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، یعنی میں عدالت کا مالک ہوں گا۔ قاضی تو قانون کا پابند ہوتا ہے، مالک قانون سے بالاتر بھی فیصلہ کر سکتا ہے، بطور شاہی رحم کے مجرم کو بلا سزا بھی معاف کر سکتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی یہ تفسیر ہے۔ دنیا کی عدالتوں کے جج، سپریم کورٹ کے جج یہ سب مالک نہیں ہیں، یہ عدالت کے ملازم ہیں، اور قانون کے پابند ہیں، لیکن اللہ مالک ہے، اس نے اپنا شاہی رحم محفوظ رکھا ہوا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عرشِ اعظم کے سامنے لکھوایا ہوا ہے:

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ[۱۵]

میری رحمت اور غضب میں دوڑ ہوئی تو میری رحمت آگے بڑھ گئی۔ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے) لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرشِ اعظم کے سامنے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ یہ بتانے کے لیے لکھوایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے لیے شاہی رحم کا حق محفوظ رکھا ہوا ہے، تاکہ اگر کوئی قانون سے نہ بخشا جائے تو اللہ اپنے شاہی رحم سے اسے معاف کر دے، یہ از قبیلِ مراحمِ خسروانہ ہے، یہ اردو جملہ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، یعنی شاہی رحم کے طور پر اللہ نے یہ لکھوا دیا کہ قیامت کے دن کے لیے میرا شاہی رحم محفوظ ہے، جیسے دنیوی مجرم آخر میں عدالت سے مایوس ہو کر شاہ سے اپیل کرتا ہے کہ ہم سپریم کورٹ سے بھی ہار گئے، اب ہم شاہ سے رحم کی اپیل کرتے ہیں کہ شاہی رحم سے ہمیں معاف کر دیجیے تو بادشاہ قانون سے بالاتر ہو کر شاہی رحم سے اسے معاف کر دیتا ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے شاہی رحم کا حق محفوظ رکھا ہوا ہے۔

---

۱۵ صحیح البخاری: ۲/۱۱۲۷ (۷۶۰۱)، باب قولہ تعالیٰ بل ھو قراٰن مجید، المکتبۃ المظھریۃ

ایک انوکھی عارفانہ دعا

اور دیکھو! شاہی رحم کی وہ اپیل یہیں کرلو کہ اے خدا! اپنے اعمالِ بد اور اپنی نالائقیوں کی وجہ سے، قانون کی رو سے ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہم جہنم میں داخل نہ ہوجائیں، اس لیے ہم شاہی عدالت قائم ہونے سے پہلے، دنیا ہی میں آپ سے شاہی رحم کی درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے اپنے شاہی رحم کو مقدر کردیجیے، کیوں کہ ہمارے اعمال بہت خراب ہیں۔ کبھی کبھی یہ دعا مانگ لیا کیجیے، یہ بہت اہم نکتہ ہے اور امت کو سکھانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے شاہی رحم کی درخواست دنیا ہی میں کرلیں۔ (ایک صاحب نے کہا کہ اس طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا تو فرمایا کہ) ذہن کیسے منتقل ہو؟ ذہن تو منتقل ہوتا ہے جب منتقل کرنے والوں کے ساتھ رہے، جن کے ذہن منتقل ہوتے ہیں کچھ دن ان کی صحبت میں رہے، پھر ذہن منتقل ہوتا ہے۔ تو میں یہ بتارہا تھا کہ کبھی کسی کافر کی تعریف مت کرو کہ پاکستان کے مسلمانوں سے تو ہندوستان اور لندن کے کافر اچھے ہیں، ایسے شخص کا خاتمہ کفر پر ہونے کا اندیشہ ہے۔ سمجھ لو اس کو۔

ایک اشکال کا حل

اب میں ایک اشکال کا جواب دے کر تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں پاکستان میں سڑک پر ایک رسی بھی ڈال دو تو وہ بھی چوری ہوجاتی ہے اور لندن میں کیا ایمان داری ہے، واہ واہ! ارے! وہاں فٹ پاتھ پر اخبار رکھے رہتے ہیں اور کوئی آدمی نگران نہیں ہوتا، جو اخبار اٹھاتا ہے، اس کے پیسے وہیں رکھ دیتا ہے اور یہاں اگر کوئی اس طرح اخبار رکھ دے تو لوٹ مار مچ جائے گی، میں کہتا ہوں کہ سنیے! جو ہاتھی کا پاخانہ کھاتا ہے مرغی کی بیٹ سے اس کا پیٹ نہیں بھرتا، وہ کفار چھوٹی چوری کو اپنی توہین سمجھتے ہیں، کیوں کہ جو بڑے چور ہوتے ہیں وہ دو چار روپے چوری نہیں کرتے، وہ ڈاکہ مارتے ہیں اور کروڑوں پونڈ کا ڈاکہ مارتے ہیں۔ ایک مرتبہ امریکا میں تھوڑی دیر کے لیے بجلی فیل ہوگئی تو لاکھوں زنا ہوگئے اور لاکھوں ڈاکے پڑگئے۔ یہاں پاکستان سے ایک جوان جوہری، سونے کی دوکان کرنے والا امریکا گیا ہوا تھا، وہاں سونے کے زیورات لے کر جارہا تھا کسی کو دکھانے کے لیے، راستے میں ڈاکوؤں نے گولی ماردی اور زیورات لے گئے، میں خود مرحوم کے یہاں تعزیت کے لیے گیا۔

یورپ کی تہذیب بد تہذیب

ایک شخص نے امریکا سے خط لکھا، وہ میرے شیخ کے خلیفہ بھی ہیں کہ میں حیدر آباد دکن انڈیا سے یہاں امریکا آیا ہوا ہوں، یہاں میرے چھوٹے چھوٹے نواسہ نواسی ہیں، تو میری نواسی، پانچ سال کی بچی نے کہا کہ نانا جان! ذرا ابا ہم کو مار کر تو دیکھیں، میں ابھی ۹۹ پر فون کر دوں گی، پولیس آئے گی اور ابا کو گرفتار کر کے لے جائے گی، پھر ان ہی کے خاندان میں سے ایک گیارہ سال کی لڑکی نے ۹۹ پر فون کر کے اپنے ابا کو گرفتار کرا دیا اور وہ خط میں لکھ رہے ہیں کہ اس کے ابا جان ابھی تک جیل میں ہیں۔ گیارہ سال کی بچی نے ابا کو جیل میں ڈلوایا ہوا ہے، اور ابا کا جرم کیا ہے؟ یہی کہ یہ مجھ کو باہر لڑکوں کے ساتھ گپ شپ کرنے نہیں دیتا، کہتا ہے کہ تم کالج کے لڑکوں سے کیوں ملتی ہو؟ اے امریکا جانے والو! ذرا اپنی جان پر اور اپنی اولاد پر رحم کرو۔

پاکستان اسلامی مملکت ہے

بس ایک اور بات کا جواب دیتا ہوں پھر تقریر ختم۔ بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ پاکستان بنے ہوئے اتنا زمانہ ہو گیا لیکن اسلامی قانون نافذ نہیں ہوا، معلوم نہیں کہ یہ اسلامی مملکت ہے یا نہیں؟ اسی طرح بعض لوگوں کی طرف سے یہ سوال بھی ہوتا ہے کہ کیا پاکستان کی ایک انچ بھی زمین کی حفاظت میں اگر جان چلی گئی تو اس پر شہادت ملے گی یا نہیں؟ مجھے ان دونوں باتوں کا جواب دینا ہے اور میں ایسا جواب دوں گا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے علماء کو ماننا پڑے گا۔ مولانا شبیر علی مرحوم، حکیم الامت کے سگے بھتیجے، خانقاہِ تھانہ بھون کے مہتمم نے مجھ سے فرمایا کہ بڑے ابا حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نادان اہل علم سمجھتے ہیں کہ جس ملک میں مسلمان حکمران ہو، مسلمان فرماں روا ہو لیکن وہاں اسلامی قانون نافذ نہ ہو تو وہ اسلامی مملکت نہیں ہے اور نعوذ باللہ! اس ملک کو کافروں کو دے دو، یعنی اگر کافر اس پر قبضہ کر لیں تو کوئی حرج نہیں، کیوں کہ وہ اسلامی سلطنت نہیں ہے۔ اس کے جواب میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سن لو، اسلامی

مملکت کی تعریف کیا ہے، کاش! حضرت کی بیان فرمودہ اس شرعی تعریف کو اخبارات میں بھی شایع کیا جائے، کتابوں میں بھی شایع کیا جائے۔ فرماتے ہیں کہ اسلامی سلطنت کی تعریف یہ ہے کہ جس ملک کا حکمران مسلمان ہو اور وہ اسلامی قانون نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہو، چاہے وہ کتنا ہی گناہ گار ہو تو وہ ملک اسلامی قانون کے مطابق اسلامی ملک اور اسلامی مملکت ہے، چاہے وہ مسلمان فرماں روا، مسلمان امیر المؤمنین یا سلطان بڑی حکومتوں سے ڈر کر یا اپنے ملک کی بغاوتوں سے ڈر کر یا اپنی ایمانی کمزوری یا بشری کمزوری کی وجہ سے اسلامی قانون نافذ نہ کرتا ہو لیکن اس کو اسلامی قانون نافذ کرنے کی قدرت ہے تو اسی قدرت کی بنا پر وہ مملکت اور سلطنت شریعت کی رو سے اسلامی سلطنت کہلائے گی۔ پاکستان میں آج تک جتنے حکمران آئے سب کو قدرت حاصل تھی کہ وہ اسلامی قانون نافذ کردیں، لہٰذا پاکستان اسلامی مملکت ہے۔ اس لیے اگر اس کی ایک انچ زمین کی حفاظت کے لیے بھی کوئی جان دے گا تو وہ شہید ہوگا۔

لہٰذا پاکستان کی حفاظت ہم پر فرض ہے، اس کے اندر رہتے ہوئے پاکستان کے نقصان سے جو خوش ہو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کا ایمان اور دین کس درجے میں ہے اور اگر پاکستان کا کوئی ٹکڑا الگ ہوجائے اور کوئی اس پر خوشی منائے تو اس شخص کے دین میں بھی شک ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے ہم یہی دعا کرتے ہیں کہ خدا ایسے نالائقوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

بھئی! یہ فکر ہونا کہ اسلامی قانون نافذ ہوجائے بہت مبارک ہے، ایسا ہوجائے تو سبحان اللہ، ہم تو سجدۂ شکر بجالائیں گے لیکن ایک اسلامی ریاست ہونے کے باوجود پاکستان کی غیبت کرنا، اس کی اہانت کرنا، اس کے ٹوٹنے پر خوشی منانا اور پاکستان کے لیے یہ تمنا کرنا کہ اس کو نعوذ باللہ! ہندو لے جائیں سخت جرم ہے۔ جب اسلامی سلطنت کی ایک انچ زمین کی حفاظت پر جان دینا، خون بہانا شہادت ہے تو یہ ظالم جو پاکستان کے ٹوٹنے پر خوش ہو خدا کے ہاں کتنا بڑا مجرم ہے۔ لہٰذا اگر ایسے خیالات آئیں تو توبہ کرو کہ اے اللہ! ہم ہندوؤں کی غلامی سے پناہ چاہتے ہیں۔

بنگلہ دیش بن جانے کے بعد جب میں ڈھاکہ گیا تو میں مسجد میں یہ روایت پیش کررہا ہوں کہ وہاں ایک عالم مولانا عبدالمجید صاحب محدث لال باغ نے کہا کہ ہم پوری زندگی میں اتنا نہیں روئے جتنا مشرقی پاکستان کے الگ ہونے پر روئے کہ آہ! مشرقی پاکستان الگ ہوگیا لیکن ہندو پھر بھی اپنے مقصد میں نامراد رہے، آخر وہاں کے حکمران مسلمان ہی تو ہیں، ہندو

سمجھتے تھے کہ بس! اب سب بنگالی ہمارے غلام بن جائیں گے، لیکن آج بھی بنگلہ دیش میں ایمانی طاقت ہے اور ہندوؤں سے ان کو بغض و نفرت ہے۔

واقعی پاکستان کے بارے میں لوگوں کے پاس بہت کم معلومات ہیں۔ جب میں نے بعض لوگوں کو اسلامی سلطنت کی تعریف بتائی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے دلوں میں پاکستان سے متعلق اتنے شک پیدا ہو گئے تھے کہ ہم سوچتے تھے کہ یہاں رہنے سے کیا فائدہ؟ پاکستان بننے سے کیا فائدہ ہوا؟ اور جب قانون ہی اسلامی نہیں ہے تو پھر بے کار ہم لوگ یہاں آئے۔ آج انہوں نے کہا کہ ہماری اصلاح ہو گئی کہ ہم بے کار نہیں آئے، اسلامی سلطنت میں ہماری حیات اور اسلامی سلطنت میں ہماری موت ہو گی، ان شاء اللہ تعالیٰ، ہم یہاں کی موت کو کفرستان کے مقابلے میں کروڑ ہا درجہ عزیز رکھتے ہیں۔ کیا شاہ عبد الغنی صاحب نہیں دیکھتے تھے کہ یہاں سب فاسق فاجر حکمران ہیں، پھر بھی کیوں فرمایا کہ میں ہندوستان کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہوں۔ میں نے حضرت سے یہ جملہ خود سنا، میرے اور حضرت کے درمیان کوئی راوی نہیں ہے۔ اور جب حضرت کراچی سے بمبئی گئے تو فرمایا کہاں کراچی کی رونق اور نور اور کہاں یہ بمبئی، دیکھو! ہر طرف سیاہ سیاہ کالا کالا نظر آتا ہے، جیسے بڑبھوجے کی دوکان، جہاں چنا بھونا جاتا ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ پاکستان کی اس بے دینی سے تو اچھا ہے کہ ہندو یہاں آکر قبضہ کرلیں، یعنی ہم ہندوؤں کے غلام بن جائیں اور یہ بات کہنے والے صاحب دیندار اور عبادت گزار بنے ہوئے ہیں، اشراق و اوّابین پڑھتے ہیں۔ کیا کہیں، بس! خدا نہ کرے ایسا دن کبھی آئے کہ ہم ہندوؤں کے غلام ہو جائیں۔ یہاں جیسے بھی ہیں، آزاد ہیں، ہماری ایک عزت ہے، ہم منبر پر وزیر اعظم کو کہہ تو سکتے ہیں کہ اسلامی قانون نافذ کرو، خط تو لکھ سکتے ہیں۔ آپ دیکھ لیجیے علماء علی الاعلان کہتے ہیں، روزانہ اخباروں میں بیان آرہا ہے کہ اسلام نافذ کرو۔ ذرا ہندوستان میں ایک دن بیان دے دیں کہ اسلامی قانون نافذ کرو، ہماری اکثریت ہے، ہم مسلمان اتنے زیادہ ہیں، ہمارے لیے الگ قانون بناؤ۔ کہہ کے دیکھ لیں، پھر دیکھنا کہ انڈیا کی گورنمنٹ مولویوں کو کیسے گرفتار کرتی ہے۔ تو جب میں نے اسلامی حکومت کی وضاحت کی تو سننے والوں نے کہا کہ آج ہمارا یہ شک دور ہو گیا، ورنہ ہم پاکستان کو اسلامی سلطنت میں نہیں سمجھتے تھے، ہم یہاں آنے پر پچھتا رہے تھے لیکن اب

معلوم ہو گیا کہ پاکستان اسلامی سلطنت ہے، کیوں کہ شریعت کی رو سے مسلمان حکمرانوں کو اسلامی قانون نافذ کرنے کی قدرت ہونی چاہیے اور قدرت موجود ہے، لیکن اپنی نالائقی، ایمانی کمزوری، بشری کمزوری اور بڑی حکومتوں کے ڈر سے اسلامی قانون نافذ نہیں کرتے۔

اللہ کا شکر ہے کہ اختر کو ان باتوں کا علم ہے ورنہ اگر آج اختر کو بزرگوں کی صحبت نہ ملی ہوتی تو یہ باتیں ہم کہاں سے پاتے۔ اسلامی سلطنت کی تعریف میں میرے اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان صرف ایک راوی ہے، وہ بھی عالم تقویٰ والا، یعنی مولانا شبیر علی صاحب، انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ حکیم الامت نے یہ تعریف کی تھی اسلامی سلطنت کی، ورنہ کہیں تحریر میں ہماری نظر سے نہیں گزری۔ اب چھپ جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس سے بڑی تسلی ہو جاتی ہے، ورنہ آدمی سوچتا ہے کہ کیا کہیں صاحب! بُرا کیا جو یہاں آئے۔

قیامِ پاکستان کے مخالفین کا اپنی رائے سے رجوع

اب سنیے! جنہوں نے پاکستان بننے میں اختلافِ رائے کیا اور کانگریس میں ہندوؤں کے ساتھ تھے، آزادی کے بعد ہندوؤں نے ان ہی مسلمانوں کو پکڑنا شروع کر دیا، علماء کو گرفتار کیا گیا اور ان پر مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں تب ان اکابر کو بھی احساس ہوا کہ ہندو پر اعتماد کر کے ہم سے سخت غلطی ہوئی، اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا تو کبھی کانگریس کا ساتھ نہ دیتے۔

شیخ الحدیث مفتی وجیہ صاحب جو ٹنڈو الہ یار میں موجود ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں اس جلسے میں موجود تھا جس میں حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آہ! ایک دشمن یعنی انگریز کو تو ہم نے ہندوستان سے نکال دیا لیکن بعد میں ہندو اس سے بھی بڑا دشمن نظر آیا، جن ہندوؤں کے ساتھ ہم نے اتنی وفاداریاں کیں وہ سب سے بڑا بے وفا اور غدار نکلا اور یہ ایسا کفن چور ہے کہ پہلے والے کفن چور سے زیادہ خطرناک ہے۔ پھر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مثال کے طور پر دو کفن چوروں کا قصہ بیان فرمایا کہ ایک کفن چور تھا، وہ قبر سے مردوں کا کفن چراتا تھا، اس سے لوگ تنگ آگئے۔ خدا سے دعا کی کہ اے خدا! اس کو موت دے دے، یہ کفن چراتا ہے اور مُردوں کو ذلیل کرتا ہے، وہ مر گیا، اور سب لوگ خوش ہو گئے کہ جان چھوٹی لیکن جو دوسرا کفن چور اس کا خلیفہ آیا تو وہ اس سے بھی دو ہاتھ آگے نکلا کہ کفن چرا کر ایک کھونٹا مُردے کے

پاخانے کی جگہ ٹھونک دیتا تھا تو سب لوگوں نے کہا رَحِمَ اللّٰہُ النَّبَّاشَ الْاَوَّلَ اللہ تعالیٰ پہلے کفن چور پر رحمت نازل فرما، پہلا کفن چور بہتر تھا، کم از کم کھونٹا تو نہیں ٹھونکتا تھا۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی عزت کو ہم اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اپنے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب کو دیکھا کہ ان سے بغلگیر ہوئے اور معانقہ کیا اور ایک خاص فتنہ اعظم گڑھ میں پیدا ہو رہا تھا اس کے خلاف کام کرنے کے لیے ان کو بلایا۔ لیکن شاگردوں کی کم ظرفی اور بے عقلی ہے کہ یہ لوگ بڑوں میں تفرقہ بازی کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو لڑاتے ہیں۔ کیا کہیں! افسوس ہوتا ہے، سب ایک سلسلہ کے ہیں، مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کس کے خلیفہ تھے؟ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کس کے خلیفہ تھے؟ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ کے، سارا سلسلہ ایک ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی قیامِ پاکستان کی تائید

اس کے بعد ایک بات اور بتاتا ہوں جو کم لوگوں کو معلوم ہے کہ مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اعظم گڑھ کے ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر فرمایا کہ مسجد بننے میں اختلاف ہو سکتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہاں بناؤ، کوئی کہتا ہے وہاں بناؤ لیکن مسجد بن جانے کے بعد اس کی حفاظت سب مسلمانوں پر فرض ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پاکستان بننے میں تو اختلاف تھا لیکن پاکستان بن جانے کے بعد اب ہم اس کی حفاظت کو فرض عین سمجھتے ہیں۔ مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا کہ اب مسجد بن گئی ہے، اب اسے گرانا جائز نہیں ہے۔ پاکستان بن جانے کے بعد اس کے ایک ایک انچ کی حفاظت فرض ہے۔ دیکھیے! یہ ہے اہلِ حق کی شان۔ اس بات کے راوی علامہ شبلی نعمانی کے سگے بھتیجے انور نعمانی ہیں۔ آج حسینی اور اشرفی کا نعرہ لگا کر آپس میں لڑائی کرانے والے ان باتوں کو نہیں دیکھتے۔ جب پاکستان ٹوٹا، یعنی مشرقی پاکستان الگ ہو گیا تو بعض نادانوں نے خوشیاں منائیں۔ آہ! یہ لوگ اپنے اکابر کے طریقے پر نہیں ہیں۔

اسلامی سلطنت جس کی ایک انچ زمین کی حفاظت پر جان دینا شہادت ہو اس کے ٹوٹنے پر خوشیاں منانا کون سا دین ہے؟ کیا کہیں! بس ایسے مولویوں کو خدا ہدایت دے۔ جونپور میں ایک ملّا تھا۔ جب گاندھی کو مارا گیا تو اس ظالم نے جمعہ کے دن جونپور کی شاہی مسجد میں اعلان کیا کہ گاندھی شہید ہوا ہے۔ بتائیے! کیا کافر بھی شہید ہو سکتا ہے؟ کیا کافر کو شہادت کا درجہ مل سکتا ہے؟ اس ظالم کو میں نے بھی دیکھا تھا، ایک جگہ وہ موجود تھا تو میرے شیخ نے اشارہ کرکے دکھایا کہ یہ وہی ظالم ہے جس نے جونپور کی شاہی مسجد میں گاندھی کی شہادت کا اعلان کیا تھا۔

ایک بات اور سناتا ہوں۔ ایک بہت بڑے عالم جو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجازِ صحبت تھے، ذکر و اشغال کے پابند، تین بجے رات کو اٹھ کر چوبیس ہزار دفعہ اللہ اللہ کرتے تھے، مولانا کا میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق بھی تھا۔ ایک بار انہوں نے میرے شیخ کے سامنے شبلی منزل، اعظم گڑھ میں کہا کہ حضرت! پنڈت جی نے یہ فرمایا ہے۔ پنڈت نہرو مراد تھا، مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کون سا پنڈت جی؟ کہا پنڈت نہرو، تو حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا آپ کسی بزرگ کا ملفوظ سنا رہے ہیں؟ "فرمایا" کا لفظ تو تعظیم کے لیے بولا جاتا ہے، یہ تو اللہ والوں کے کلام میں لگایا جاتا ہے، کافر کے کلام میں تم "فرمایا" لگاتے ہو، حضرت ان پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ جاؤ مولانا، دوبارہ کلمہ پڑھو اور دو نفل پڑھ کر گڑگڑا کر توبہ کرو۔

کافر کو تعظیماً سلام کرنا کفر ہے

فتاویٰ شامی میں ہے: لَوْ سَلَّمَ عَلَى الْكَافِرِ تَبْجِيلًا يَكْفُرُ[۱۶] اگر کوئی کسی کافر کو اکرام کے ساتھ سلام کرے تو وہ آدمی کافر ہو جائے گا۔ میرے شیخ کے پاس ایک ہندو ڈاکیا خط لے کر آتا تھا اور کہتا تھا آداب عرض ہے مولوی صاحب! تو حضرت کہتے تھے آ۔۔۔ داب اور میرے کان میں کہتے تھے کہ میں پیر کی طرف اشارہ کر رہا ہوں کہ آ اور میرا پیر دبا، یہاں آداب کے معنیٰ یہ ہیں، تاکہ ہندو کا اکرام لازم نہ آئے۔

---

۱۶ الدر المختار: ۲/۴۱۳، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ایچ ایم سعید

ایک بزرگ کی دینی غیرت کا واقعہ

ایک اللہ والے تھے۔ انگریز کے زمانے میں ان کو انگریز جج نے بیان دینے کے لیے عدالت میں بلایا تو انہوں نے عدالت میں جج کی طرف پیٹھ کی اور دوسری طرف منہ کیا۔ جج حیران ہوا کہ اس نے میری طرف پیٹھ کیوں کی؟ اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اے کافر! تجھے دیکھنے کو ہمارا جی نہیں چاہتا کہ ہم کافر کا منہ دیکھیں۔ ایسے بھی اللہ والے موجود ہیں کہ کافر جج کی طرف منہ نہیں کیا بلکہ پیٹھ کر کے کھڑے ہوئے اور بیان دے کر چلے گئے، اس نے بہت کہا کہ ہماری طرف منہ کرو تو یہی کہتے رہے کہ نہیں، ہم کافر کو دیکھ نہیں سکتے۔

پاکستان کے آسمان وزمین میں حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو کلمہ کے نور کا مشاہدہ

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جب پہلی دفعہ ہندوستان سے پاکستان میں داخل ہوئے تو لاہور کے بارڈر پر لوگوں نے بتایا کہ وہ انڈیا کا جھنڈا ہے اور یہ پاکستان کا جھنڈا ہے، اب یہاں سے پاکستان کی زمین شروع ہو رہی ہے، تو حضرت نے فرمایا کہ الحمدللہ! یہاں کے زمین و آسمان مجھے کچھ اور ہی معلوم ہو رہے ہیں اور فرمایا کہ پاکستان کے زمین و آسمان میں مجھے کلمہ کا نور معلوم ہو رہا ہے۔ اس کے بعد چند مسلمان پاکستانی سپاہیوں نے بڑی بڑی داڑھی والوں کو دیکھ کر جو حضرت کے ساتھ تھے حضرت سے کہا السلام علیکم، تو اسلامی شعار دیکھ کر حضرت خوش ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد جب بمبئی واپس گئے تو فرمایا کہ ساری بمبئی مجھ کو بڑ بھوجے یعنی چنے کی دوکان معلوم ہوتی ہے، جہاں چنا بھونا جاتا ہے وہاں جگہ جگہ کالک لگی رہتی ہے۔

بعض لوگوں نے حضرت سے کہا کہ ہندوستان میں رہیے، تاکہ آپ کی قبر وہیں بنے، حضرت کے لڑکوں نے بھی کہا کہ ابا، چلیے ہندوستان، اخیر عمر میں وہیں رہیے، وہاں آپ کا سارا خاندان ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میں ہندوستان کی طرف پیشاب کرنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ آہ! حضرت کی یہ شان تھی کہ یہاں کی موت کو حضرت نے عزیز سمجھا۔ پاپوش نگر کے قبرستان میں میرے شیخ کی قبر ہے۔

میرے شیخ یہاں پاکستان آکر باغ باغ ہوگئے، خوب خوش رہتے تھے لیکن کبھی کبھی بے پردگی اور شریعت کے خلاف کام دیکھ کر افسوس بھی ظاہر کرتے تھے کہ ہائے! یہ پاکستان کیسا ''ناپاکستان'' نظر آرہا ہے، یہ پاکستان ''ناپاکستان'' کیوں ہورہا ہے مگر پاکستان کی جنگ کے لیے کیا جذبہ تھا کہ یہاں لاکھ غیر شرعی باتیں ہوں لیکن ہم آپس میں اپنے بھائیوں سے شکایت تو کرلیتے ہیں اور ان حکمرانوں کو بُرا بھلا بھی کہہ دیتے ہیں لیکن کافروں کے مقابلے میں، ہندوستان کے مقابلے میں ہم سینہ سپر ہوں گے۔

آخری عمر میں میرے شیخ پاؤں سے معذور ہوگئے تھے، کھڑے نہیں ہوسکتے تھے، اس کے باوجود یہ جذبہ تھا کہ ایک فوجی افسر میجر طور سے جو باشرع آدمی تھے، ان کی ایک مشت داڑھی تھی، نمازی تھے، فرمایا کہ میجر طور! جب جہاد شروع ہو، ہندوستان پاکستان کی جنگ شروع ہو تو اگرچہ میں کھڑا نہیں ہوسکتا، میرے گھٹنے بے کار ہوگئے ہیں لیکن مجھے چارپائی پر لاد کر لاہور کے بارڈر پر میری چارپائی بچھا دینا اور جب توپ چلے تو توپ کا ہینڈل میرے ہاتھ میں دے دینا۔ حضرت کے ذہن میں پرانے زمانے کی توپوں کا تصور تھا اس لیے فرمایا کہ ہم توپ چلاتے رہیں گے اور گولا کافروں پر پھینکتے رہیں گے، اور کوئی گولا اُدھر سے آئے گا اور میں شہید ہو جاؤں گا اور یہ کہہ کر حضرت رونے لگے اور فرمایا کہ میں نے شہادت کے لیے دس سال لاٹھی اور تلوار سیکھی ہے، جیسے دس سال میں لوگ عالم ہوتے ہیں ایسے ہی ہم نے دس سال جہاد کے لیے اور شہید ہونے کے لیے تلوار سیکھی ہے، حضرت کا جذبۂ جہاد دیکھو۔

میرے شیخ نے فرمایا کہ نواب واجد علی کے زمانے میں جب جہاد ہوا تھا تو ایک عالم جو میرے وطن کے تھے اس میں شریک تھے اور ایک بڑے میاں بھی میرے وطن سے گئے تھے اور بہت اللہ والے تھے ان بڑے میاں نے بتایا کہ وہ مولانا کفن کندھے پر رکھ کر ہندوؤں کے مقابلے میں تلوار چلا رہے تھے اور ساتھ ساتھ ایک مصرع پڑھتے تھے ؎

سرِ میداں کفن بر دوش دارم

اے خدا! میں میدانِ جہاد میں آپ کی راہ میں جان دینے کے لیے کفن لے کے آیا ہوں اور مشاقانہ آیا ہوں تو آسمان سے آواز آتی تھی ؎

بیا مظلوم اکنوں در کنارم

اے مظلوم! جلدی سے میری آغوشِ رحمت میں آجا، یعنی میں تجھ کو جلد شہادت دینا چاہتا ہوں اور پھر وہ شہید ہو گئے تو وہ بڑے میاں جو اس جہاد میں شریک تھے انہوں نے آسمان سے آنے والی اس آواز کو سنا اور انہوں نے میرے شیخ کو سنایا اور حضرت نے مجھ کو سنایا۔ یعنی آسمان سے آواز سننے والے میں اور مجھ میں صرف ایک راوی ہے اور وہ ہیں میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کا واقعہ

اب ایک اور واقعہ پیش کرتا ہوں، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بالا کوٹ میں فجر کی نماز پڑھی، اشراق تک اللہ سے مشغول رہے، پھر اشراق کی نماز پڑھی اور انہیں نہیں معلوم کہ آج ان کی شہادت ہونے والی ہے۔ مجاہدانہ لباس پہنا، تلوار ننگی کی کہ اتنے میں لاہور سے ایک سی آئی ڈی مسلمان آیا اور کہا کہ لاہور کا ایک مسلمان بہت بڑا افسر ہے جو سکھوں کے ہاں نوکر ہے، آپ کی محبت میں اس نے خفیہ خط دیا، اس خط میں کیا لکھا ہے آپ پڑھ لیجیے۔ اس میں لکھا تھا کہ آپ بھاگ جائیے اور سکھوں کی بہت بڑی فوج آرہی ہے، امیدِ فتح نظر نہیں آتی، آپ کی زندگی مجھے عزیز ہے، اس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ فرار اختیار کرلیجیے، چھپ جائیے، روپوش ہو جائیے۔ سید احمد شہید نے یہ خط پڑھ کر جو جواب دیا وہ سننے کے قابل ہے۔ فرمایا کہ جب مجاہد تلوار کو گردن میں لٹکا لیتا ہے پھر وہ اللہ کے راستے سے پیٹھ پھیر نہیں سکتا، یہ مومن کی شان کے خلاف ہے، ہمیں ایسی زندگی نہیں چاہیے، ہمیں روپوشی نہیں چاہیے، ہم تو جان دینے کے لیے آئے ہیں، لہٰذا فرمایا کہ اس خط کو لے جاؤ اور اس افسر سے میرا اسلام کہو اور یہ کہہ دو کہ سید احمد کو آج دو کام کرنے ہیں، یا تو میں جہاد میں فتح حاصل کرکے غازی بنوں گا اور لاہور پر میرا جھنڈا لہرائے گا یا پھر میں آج شہادت کا جام نوش کرکے اللہ سے ملوں گا۔

أُولَٰئِكَ آبَائِي فَجِئْنِي بِمِثْلِهِمْ

یہ ہیں ہمارے اکابر، ان جیسا کوئی لا کر تو دکھاؤ۔

اور اسی جہاد کی تیاری کے لیے مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسجد فتح پوری میں جون کے مہینے میں بارہ بجے دن میں سخت دھوپ میں پیدل جنوب سے شمال اور شمال سے جنوب ننگے پاؤں چلتے تھے، لوگوں نے کہا کہ یہ دھوپ میں اپنے پیر کیوں جلا رہے ہو، فرمایا کہ میں بالاکوٹ کے پہاڑوں پر جہاد کی تیاری کر رہا ہوں۔ اگر نازک بنوں گا تو جہاد کیسے کروں گا؟ دو بدعتی قتل کرنے آئے تو دیکھا کہ مولانا بارہ بجے کی دھوپ میں مسجد کے صحن میں ننگے پاؤں چل رہے تھے۔ پوچھا: مولانا! یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا کہ سکھوں سے بالاکوٹ میں جہاد کرنا ہے، اپنے مظلوم مسلمانوں کو نجات دلانی ہے۔ دونوں نے کہا کہ بھلا ایسے شخص کو ہم قتل کریں گے جو اللہ کے راستے میں اس طرح جان دینا چاہتا ہے۔ دونوں نے اپنی حماقت پر اپنا سر پیٹ لیا اور کہا توبہ توبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہمیں لوگوں نے غلط بتایا۔

مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ سخت بارش میں دہلی کا دریائے جمنا بھرا ہوا، سینہ تانے ہوئے بہہ رہا ہے، حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید بارش کے زمانے میں دریائے جمنا کے سیلاب میں کودتے تھے تو تیرتے ہوئے آگرہ تک چلے جاتے تھے۔ کس لیے؟ مشق کرتے تھے کہ اگر جہاد میں کوئی دریا، دریائے جہلم، دریائے راوی وغیرہ پڑ جائے اور اس میں کودنا پڑے تو ہم تیر سکیں۔ دہلی اور آگرہ میں کتنا زیادہ فاصلہ ہے، اتنی دور جا کر نکلتے تھے۔ یہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی راوی نہیں ہے۔

أُولٰٓئِكَ اٰبَآئِيْ فَجِئْنِيْ بِمِثْلِهِمْ

کیا جذبۂ جہاد تھا کہ دہلی سے آگرہ تک تیرنے کی مشق کرتے تھے۔

اللہ کے راستے کی مشقت کی لذت

مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر دو عورتوں نے توبہ کی، جو بہت مال دار تھیں اور پہلے بُرا پیشہ کرتی تھیں۔ جب ان حضرات نے جہاد کے لیے اعلان کیا، تو ان عورتوں نے رونا شروع کر دیا کہ ہم ایک گندی زندگی سے اولیاء اللہ والی زندگی میں آ گئے، اب ہم کو چھوڑ کر آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ ہم فاسقانہ حیات سے، نافرمانی کی

زندگی سے توبہ کر کے اللہ کے دوستوں کی حیات میں آگئے اور آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ تو سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تم دونوں جہاد میں کیا کروگی؟ انہوں نے کہا کہ ہم بھی چلیں گی اور ہمارے شوہر بھی چلیں گے وہ تو جہاد میں لڑیں گے اور ہم رات بھر مجاہدین کے گھوڑوں کے لیے چنا دلیں گی، ہم اپنی نیند چھوڑ دیں گی۔ لہٰذا دونوں اپنے شوہروں کے ساتھ گئیں، بالاکوٹ کے دامن میں ان کے شوہر جہاد کرتے تھے اور یہ دونوں اللہ والی عورتیں چکی چلاتی تھیں اور چنا دلتی تھیں، یہاں تک کہ چکی چلاتے چلاتے، مجاہدین کے گھوڑوں کے لیے چنا پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے، رئیس تھیں، ناز و نعمت میں پلی ہوئیں لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت میں اللہ کے راستے میں مشقتیں برداشت کر رہی تھیں۔

ایک دل جلے نے کہا کہ اے میری بہنو! اے میری ماؤں! یہ بتاؤ کہ جب تم دہلی میں تھیں، پھولوں پر سوتی تھیں تو تم کو وہ زندگی زیادہ عزیز تھی یا اب جو ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ تو ان دونوں عورتوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم! سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں اور مولانا شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں اور ان کی برکت سے ہم جو یہ مجاہدہ کر رہی ہیں، اور ہم پھولوں پر سونے والیاں کنکریوں پہ سو رہی ہیں اور ہمارے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں اور جو آج ہم بے وطن کھلے آسمان کے نیچے ہیں، اس مشقت اور مجاہدے کی برکت سے اللہ نے ہمارے دل میں وہ ایمان و یقین اتارا ہے کہ ہمیں دل کی آنکھوں سے خدا نظر آ رہا ہے، آسمان کے پردے اٹھ چکے ہیں اور ہمارا ایمان اللہ نے اس مقام پر پہنچایا ہے کہ اگر اسے بالاکوٹ کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو یہ بالاکوٹ کے پہاڑ ہمارے ایمان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ واقعہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے سنایا اور فرمایا کہ مجاہد کا یہ انعام ہوتا ہے۔ جو لوگ اللہ کے راستے میں مشقت جھیلتے ہیں اور غم اٹھاتے ہیں ان کا ایمان ایسا خوشبودار ہوتا ہے کہ ایک عالم کو خوشبودار کرتا ہے۔ ”اس کے جرے تو کس نہ بسائے“ یہ پورب کی زبان ہے، یعنی جو اپنے کو اللہ کی محبت میں جلاتا ہے اللہ اس کی خوشبو کو اڑاتا ہے، اگر کوئی اللہ والا ساری مخلوق سے چھپ کر سجدوں میں رو رہا ہو تو وہ کتنا ہی اپنے کو چھپائے اللہ تعالیٰ اس کے دردِ محبت کی خوشبو کو عالم میں نشر فرما دے گا۔

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن
گلوں سے چھپ نہ سکی جس کی بوئے پیراہن

کس کا جمال؟ اللہ کا۔

پاکستان کا صحیح شکر کیا ہے؟

تو یہ چند باتیں اس لیے عرض کر دیں کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ پاکستان اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے اور اس عظیم نعمت پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے اور صحیح شکریہ کیا ہے؟ بتا دیتا ہوں۔ قرآنِ پاک میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ[۱۷]

غزوۂ بدر میں ہم نے تم کو فتح دے دی وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ اور تم کمزور تھے فَاتَّقُوا اللّٰهَ تو اے صحابہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو! تقویٰ کی زندگی گزارو لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ۔ پاکستان کا اصلی شکریہ، پاکستان کی طرف اصلی ہجرت اور جشن آزادی کی خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم لوگ تقویٰ اختیار کریں اور گناہ چھوڑ دیں۔ مہاجر کے کیا معنیٰ ہیں:

اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ[۱۸]

اصلی مہاجر وہ ہے جو خطائیں چھوڑ دے اور گناہ چھوڑ دے، یہ تھوڑی کہ ہندوستان سے ہجرت کر کے آ گئے اور ٹیلی ویژن اور وی سی آر میں مست ہیں، کیوں کہ پیسہ آ گیا تو اب کیا پوچھنا، غیر شرعی تقریبات ہو رہی ہیں اور لڑکیاں بے پردہ پھر رہی ہیں۔ ہجرت کے اصل معنیٰ ہیں گناہ چھوڑنا۔ وطن چھوڑنا بھی ہجرت ہے لیکن اس سے زیادہ اہم ہے کہ گناہ چھوڑ دے اور یہی پاکستان کی نعمت کا صحیح شکر ہے، کیوں کہ وطن چھوڑنا تو آسان ہے لیکن گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔

اب دعا کرو یا اللہ! پاکستان کا صحیح شکر ہم کو عطا کر دے، اللہ تعالیٰ ہجرت کی حقیقت

---

[۱۷] اٰلِ عمرٰن:۱۲۳

[۱۸] سنن ابن ماجۃ:۴۱۸(۳۹۳۴) باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، المکتبۃ الرحمانیۃ

ہم سب کو نصیب کر دے، ہم سب کو گناہ چھوڑنے کی توفیق دے دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ والی زندگی عطا کر دے۔ متقین کی زندگی دے دے، اللہ والی حیات دے دے، کسی ایک گناہ کے بھی قریب نہ جائیں، اور اگر گناہ ہو جائے تو رو رو کر اللہ کو منالیں، کیوں کہ اے خدا! اگر آپ ہم سے ناراض ہو جائیں تو ناراض ہونا آپ کا حق ہے لیکن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آپ کو منانا ہم پر فرض ہے کہ ہم آپ کو راضی کرلیں۔ لہٰذا اگر خطا ہو جائے تو اے خدا! دو رکعت نمازِ توبہ پڑھ کر ہم سب کو سجدہ گاہ کو اشکِ ندامت سے تر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ استقامت نصیب فرما۔ ہم سب کی اصلاح فرمادے۔ اگر آپ ہم پر رحم نہ فرمائیں گے تو آپ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جو ہم پر رحم کر سکے۔ رحمت آپ کی ہے، نصرت آپ کی ہے۔ اے اللہ! جتنے لوگ بھی یہاں بیٹھے ہیں ہم سب کو صاحبِ نسبت، اللہ والی حیات نصیب فرمادے۔ جو موجود نہیں ان پر بھی فضل فرمادے اَللّٰھُمَّ کُلَّ خَیْرٍ لِّکُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ ہر مسلمان مرد کو اور ہر مسلمان عورت کو دونوں جہاں کی خیر و فلاح عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے ادارے کو قبول فرما اور ہر قسم کے شر اور فتنہ سے محفوظ فرما اور ہمارے مدرسے کو ایک مثالی مدرسہ بنادے کہ جہاں قرآنِ پاک اتنا عمدہ پڑھایا جائے کہ بڑے سے بڑا قاری آئے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے میری مدد فرما۔ اساتذۂ کرام کو بھی توفیق عطا فرما، طلبۂ کرام کو بھی توفیق عطا فرما اور مولانا مظہر میاں کو بھی اس کا اہتمام نصیب فرما کہ یہ ہر ہفتے بچوں کا اجتماع کریں اور ان سے قرآن شریف پڑھوائیں تب پتا چلے گا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ ہر جمعرات کو ایک گھنٹے کے لیے اجتماع کیجیے اور اس میں بچوں سے قرآن شریف پڑھوایا جائے تاکہ معلوم ہو کہ مدرسے میں کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اپنی رحمت سے۔ اللہ تعالیٰ تمام طلبائے کرام اساتذۂ کرام مہتمم، معاونین ان کی اولاد جو اس مسجد میں آتے ہیں اور ادارے کے باورچی، پوچا لگانے والا اور چوکیدار سب کو ولی اللہ بنادے، صاحبِ نسبت بنادے۔ یا اللہ! جو بھی خانقاہ میں آئے وہ محروم نہ جائے۔ اے خدا! ہم سب کی اور ساری دنیا کے مسلمانوں کی اصلاح فرمادے۔

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کی بنیاد کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر قائم ہے۔ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس مملکت خداداد کو ان شاء اللہ قیامت تک کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس سرزمین پاک کی جڑوں کو علماء کرام نے جس طرح اپنے خون پسینے سے سینچا ہے ان حقائق کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔ اس مملکت کے قیام کی پاداش میں جن لاکھوں مظلوم مسلمانوں کا خون بہایا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھیں گے اور اسے رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''اسلامی مملکت کی قدر و قیمت'' میں قیام پاکستان کے لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء علماء حضرات کی جد و جہد آزادی کی داستان بیان فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت اقدس نے قرآن و حدیث کی رُو سے پاکستان کی اسلامی مملکت کی حیثیت بھی واضح فرمائی ہے کہ اسلامی ملک ہونے کے ناطے اس سرزمین پاک کے ایک ایک انچ کی حفاظت کے لیے جان دینا شہادت عظمیٰ ہے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری